

پہلے امام حضرت علی علیہ السلام

<"xml encoding="UTF-8?">

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام پہلے امام ہیں۔ آپ حضرت ابوطالب کے بیٹے ہیں جو بنی ہاشم خاندان کے معتبر فرد تھے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حقیقی چچا بھی تھے جنہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی زیر سرپرستی لے کر اپنے گھر میں جگہ دی اور ان کی دیکھ بھال اور پرورش کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت کے بعد وہ جب تک زندہ رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حمایت کرتے ہوئے عربی کفار اور خاص کر قریش کے حملوں اور شرارتوں سے آپ کو محفوظ رکھا۔

حضرت علی علیہ السلام (مشہور قول کے مطابق) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئے اور ابھی چھ سال کے ہی تھے کہ شہر مکہ اور گرد و نواح میں سخت قحط پڑا۔ اس لئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خواہش کے مطابق آپ اپنے آبائی گھر سے اپنے چچا زاد بھائی رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر تشریف لے گئے اور آپ کی براہ راست سرپرستی میں پرورش پاتے رہے۔ (۱)

چند سال بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے نبوت عطا ہوئی اور پہلی بار غار حرا میں آپ پر آسمانی وحی نازل ہوئی۔ آپ غار حرا سے شہر اور گھر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام سے تمام واقعہ بیان کیا تو حضرت علی علیہ السلام فوراً آپ پر ایمان لے آئے۔ (۲)

اس کے بعد پھر جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو جمع کر کے دین مبین کی دعوت دی تو اس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص سب سے پہلے میری دعوت دین قبول کرے گا، وہی میرا خلیفہ، وصی اور وزیر ہوگا۔“ جو شخص سب سے پہلے اپنی جگہ سے اٹھا اور بآواز بلند ایمان لایا وہ حضرت علی علیہ السلام ہی تھے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی ان کے ایمان کو قبول کر لیا اور ان کے بارے میں اپنے وعدے پورے کئے (۳)

اس لحاظ سے حضرت علی علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لائے اور سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہر گز خدائے وحدہ لاشریک کے علاوہ کسی اور کی پرستش اور عبادت نہیں کی۔

حضرت علی علیہ السلام ہمیشہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔ اس رات بھی جبکہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مکان کو گھیرے میں لے رکھا تھا اور پختہ ارادہ کئے ہوئے تھے کہ رات کے آخری حصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر میں داخل ہو کر آپ کو بستر مبارک پر ہی قتل کر دیں گے تو حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بستر مبارک پر سو گئے اور آپ گھر سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے (۴) پھر مولائے کائنات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وصیت کے مطابق لوگوں کی امانتیں ان کے مالکوں کو واپس لوٹا کر اپنی والدہ ماجدہ، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیٹی (حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا) اور گھر کی دوسری عورتوں کو ساتھ لے کر مدینہ روانہ ہو گئے۔ (۵)

مدینہ منورہ میں بھی آپ ہمیشہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کبھی بھی علی کو اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے۔ اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی آپ نے ان کے ساتھ کردی تھی اور ایسے ہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان دوستی اور برادری کا معاہدہ کرتے تو حضرت علی کو اپنا بھائی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ (۶)

حضرت علی علیہ السلام نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تمام جنگوں میں شرکت کی اور ہر جنگ میں حاضر رہے سوائے جنگ تبوک کے کیونکہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو مدینہ میں اپنی جگہ قائم مقام کے طور پر مقرر فرمایا تھا۔ (۷) لہذا حضرت علی علیہ السلام نہ تو کبھی کسی جنگ میں پیچھے رہے اور نہ ہی کبھی کسی دشمن سے شکست کھائی اور نہ ہی کسی کام میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مخالفت کی۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ علی ہر گز حق سے جدا نہیں ہے، اور حق علی سے جدا نہیں (۸)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحلت کے وقت آپ کی عمر تیس سال کی تھی اگرچہ آپ تمام فضائل دینی میں سے سب سے بڑھ کر تھے اور تمام اصحاب کے درمیان ممتاز تھے پھر بھی اس بھانے سے کہ آپ جوان ہیں اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں چونکہ جنگوں میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور سب سے آگے ہوتے تھے، ان جنگوں میں خونریزی کی وجہ سے لوگ آپ کے مخالف اور دشمن ہو گئے تھے، آپ کو خلافت سے الگ کر دیا گیا اور اس طرح آپ عمومی کاموں میں حصہ نہ لے سکے اور گھر میں گوشہ نشین ہو کر اشخاص کی تربیت کرنے لگے۔ آپ پچیس سال تک یعنی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحلت کے بعد تین خلفاء کی خلافت کے زمانے میں حکومت اور خلافت سے بالکل الگ تھلگ رہے تھے اور خلیفہ سوم کے قتل کے بعد عوام نے آپ کو خلیفہ منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام اپنے زمانہ خلافت میں جو تقریباً چار سال نو مہینے جاری رہا، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت اور روش پر عمل پیرا رہے۔ آپ نے اپنی خلافت کو ایک تحریک یا انقلاب میں تبدیل کر دیا اور اس کے ساتھ اصلاحات بھی شروع کیں لیکن چونکہ یہ اصلاحات بعض مفاد پرست لوگوں کے نقصان میں تھیں اس لئے بعض اصحاب پیغمبر نے جن میں آگے آگے حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر، اور معاویہ تھے، خلیفہ سوم کے خون کو بھانہ بنا کر آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے اور اس طرح انہوں نے شورش، بغاوت اور نافرمانی شروع کردی۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس فتنے کو فرو کرنے کے لئے ام المومنین عائشہ، طلحہ اور زبیر کے ساتھ بصرہ کے نزدیک جنگ کی جو ----- ”جنگ جمل“ کے نام سے مشہور ہے۔ ایک دوسری جنگ معاویہ کے ساتھ عراق اور شام کی سرحد پر لڑی جس کو ”جنگ صفین“ کہا جاتا ہے۔ یہ جنگ ڈیڑھ سال تک جاری رہی۔ اسی طرح ایک اور جنگ نہروان کے علاقے میں خوارج کے ساتھ کی جس کو ”جنگ نہروان“ کہتے ہیں۔ آپ کے زمانہ خلافت میں زیادہ وقت داخلی شورشوں اور فتنوں کو فرو کرنے میں گزرا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد ماہ رمضان کی انیس تاریخ کی صبح ۴۰ھ ہجری مسجد کوفہ میں نماز پڑھتے ہوئے شکست خوردہ خوارج ابن ملجم کے ہاتھوں آپ کے سر پرکاری زخم لگا اور آپ اکیس ماہ رمضان کی رات شہادت پا گئے۔ (۹)

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام، تاریخی شہادت اور دوست و دشمن کے اعتراف و قول کے مطابق انسانی کمالات میں بالکل بے عیب تھے۔ اسی طرح فضائل اسلامی میں بھی آپ پیغمبر اکرم (ص) کی تربیت کا بہترین نمونہ تھے۔

آپ کی شخصیت کے بارے میں جو بحثیں ہوئی ہیں اور ان کے متعلق سنی اور شیعہ حضرات اور دنیا کے محققین نے جس قدر کتابیں لکھی ہیں، اتنی کسی اور شخصیت کے بارے میں نہیں لکھی گئی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام علم و دانش میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب اور تمام مسلمانوں میں سب سے دانا اور عقلمند تھے۔ آپ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنے علمی بیانات میں آزاد عقلی استدلال اور دلیل و برہان کا راستہ کھولا اور معارف اسلامی میں فلسفیانہ بحث کو جاری کیانیز قرآن کریم کے باطن کے متعلق موضوعات کا بیان فرمایا۔ ان سب کے علاوہ قرآنی الفاظ کی حفاظت کے لئے آپ نے عربی زبان میں ایک گرامر بھی لکھی۔ آپ فنِ تقریر میں بھی اعلیٰ پایہ کی شخصیت رکھتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام شجاعت اور بہادری میں ضرب المثل تھے۔ ان تمام جنگوں میں جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں یا آپ کے بعد لڑی گئیں آپ نے سب میں شرکت کی اور کبھی خوف و وحشت اور اضطراب آپ کے نزدیک بھی پھٹکنے نہ پائے اگرچہ بارہا ان واقعات و حوادث سے جو جنگ احد، جنگ حنین، جنگ خیبر اور جنگ خندق میں پیش آئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب پر خوف و ہراس طاری ہو گیا تھا یا ان میں سے بعض منتشر اور فرار ہو گئے تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے کبھی دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائی اور کبھی ایسا بھی نہیں ہوا کہ کفار اور جنگی ناموروں میں سے کوئی آپ کے ساتھ مقابلہ کرے اور زندہ بچ جائے۔ اسی طرح بہادری اور شجاعت کے باوجود آپ (ع) کسی کمزور کو قتل نہیں کرتے تھے اور میدانِ جنگ سے بھاگ جانے والوں کا پیچھا نہیں کرتے تھے اور نہ ہی شبخون مارتے اور نہ ہی دشمن کے لئے پانی بند کرتے تھے۔ یہ امر تاریخی حقائق میں سے ہے کہ حضرت علی (ع) نے جنگ خیبر میں ایک زبردست حملہ کیا اور قلعے کے دروازے کے حلقے میں ہاتھ ڈال کر ایک جھٹکے کے ساتھ قلعے کا دروازہ اکھاڑ کر دور پھینک دیا تھا۔ (۱۰)

اسی طرح فتح مکہ کے دن جب پیغمبر اکرم (ص) نے بتوں کو توڑ دینے کا حکم صادر فرمایا تھا تو بت ”ہبل“ جس کا مکہ کے سب سے بڑے بتوں میں شمار ہوتا تھا، بہت بھاری اور بڑے پتھر سے بنا ہوا تھا اور کعبے کے عین اوپر نصب کیا گیا تھا حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم سے آپ کے کندھوں پر پاؤں رکھ کر کعبہ کی چھت پر چڑھ کر بت ہبل کو وہاں سے اکھاڑ کر نیچے پھینک دیا تھا۔ (۱۱)

حضرت علی علیہ السلام دینی تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ جو لوگ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آکر حضرت علی (ع) کی تندہ اور سختی کی شکایت کیا کرتے تھے، آپ ان سے فرماتے کہ علی (ع) کا گلہ نہ کرو اور نہ ہی ان کو ملامت اور سرزنش کرو کیونکہ وہ خدا کا عاشق ہے۔ (۱۲)

ابودرداء صحابی نے ایک دفعہ حضرت علی (ع) کی لاش کو مدینے کے ایک نخلستان میں دیکھا کہ لکڑی کی طرح خشک پڑی ہوئی ہے۔ وہ آپ کے گھر اطلاع دینے آئے اور آپ کی بیوی (حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیاری بیٹی تھیں) سے افسوس اور تعزیت کا اظہار کیا اور ان کے شوہر کی وفات کی خبر دی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیٹی نے فرمایا: میرے ابنِ عم مرے نہیں ہیں بلکہ عبادت کے دوران خوفِ خدا سے اس پر غشی کی حالت طاری ہو گئی ہے اور اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی، اپنے ماتحتوں کے ساتھ مہربانی، غریب اور بیکس لوگوں کے ساتھ ہمدردی، غریبوں اور فقیروں کے ساتھ کرم و سخاوت کی داستانیں زبان زدِ خاص و عام ہیں۔ آپ کے ہاتھ جو کچھ بھی آتا تھا اس کو خدا کی راہ میں غریبوں اور بیکس لوگوں کے درمیان تقسیم کردیتے تھے اور خود بڑی تنگی میں بہت ہی سادہ زندگی گزارتے تھے۔ آپ کھیتی باڑی کو بے حد پسند کرتے تھے لیکن جس زمین کو آباد کرتے اس کو غریبوں اور فقیروں کے لئے وقف کردیتے تھے۔ آپ کی وقف شدہ ملکیت کو ”وقف علی“ کہا جاتا ہے۔ آپ کے

آخری زمانے میں اس وقف شدہ ملکیت سے اچھی خاصی آمدنی ہوتی تھی جو تقریباً چوبیس ہزار دینار (سونے کا سکہ) سالانہ تھی۔ (۱۳)

حوالے

- ۱۔ فصول المهمہ طبع دوم ص/۱۴ ، مناقب خوارزمی ص/۱۷
- ۲۔ ذخائر العقبیٰ طبع قاہرہ ۱۳۵۶ھ ص/ ۱۶- ۲۲
- ۳۔ ارشاد مفید ، ینابیع المودۃ
- ۴۔ فصول امہمہ ص/ ۲۸- ۳۰ ، تذکرۃ الخواص طبع نجف ۱۳۸۳ھ ص/۴۳
- ۵۔ فصول المهمہ ص/ ۴۳
- ۶۔ فصول المهمہ ص ۲/ ، تذکرۃ الخواص ص/۲۰- ۲۴ ، ینابیع المودۃ ص ۶۵-۶۳
- ۷۔ تذکرۃ الخواص ص ۱۸/ ، فصول المهمہ ص/۲۱ ، مناقب خوارزمی ص ۷۴/
- ۸۔ مناقب آل ابیطالب تالیف محمد بن علی بن شہر آشوب طبع قم ج/۳ ص ۶۲- ۲۱۸ ، غایۃ المرام ص ۵۳۹/ ، ینابیع المودۃ ص ۱۰۴/
- ۹۔ مناقب آل ابیطالب ج/ ۳ ص/۳۱۲ ، فصول المهمہ ص/۱۱۳- ۱۲۳ ، تذکرۃ الخواص ص/۱۷۲- ۱۸۳
- ۱۰۔ تذکرۃ الخواص ص/۲۷
- ۱۱۔ تذکرۃ الخواص ص/۲۷ ، مناقب خوارزمی ص/۷۱
- ۱۲۔ مناقب آل ابیطالب ج/ ۳ ص ۲۲۱/ ، مناقب خوارزمی ص ۹۲/
- ۱۳۔ نہج البلاغہ حصہ ۳ / کتاب (خطبہ) ۲۴